S.P. No 2/9 of 2006

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وفاقی شرعی عدالت کے سوالنامے کے بغور مطالعے کے بعد مندرجہ ذیل امور سامنے آتے ہیں جن کا قرآن، سنت اور فقہاء اسلام کی آراء کی روشنی میں مدلل تجزیہ مطلوب ہے:

فاضل درخواست گزار نے حدود آرڈیننس کی دفعہ ۲/F، دفعہ ۸ اور دفعہ ۲۵ کو بنیاد بنا کر ان میں مذکور شراب کی حد کو قرآن وسنت کی تعلیمات سے متصادم قرار دیا ہے اور موقر عدالت سے دستور پاکستان کی دفعہ ۲۰۳/D کے تحت اسلامی تعلیمات کی روشنی میں حکم صادر کرنے کی استدعا کی ہے:

نمبر ا: قرآن وسنت میں بعض جرائم کو سنگین قرار دے کر ان کی سزا بطور حد مقرر فرمائی گئی ہے، چوں کہ شراب کا ان سنگین جرائم میں تذکرہ شامل نہیں نیز قرآن کریم میں صرف اس کے نفع ونقصان دونوں پہلوں کا ذکر کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اس کا نقصان نفع سے بہت زیادہ ہے۔ اس بنا پر درخواست گزار کا کہنا ہے کہ شراب قطعی حرام نہیں ہے، نہ ہی شراب نوشی کی سزا حدود میں شامل ہے۔ اس اعتراض سے معلوم ہوتا ہے کہ درخواست گزار نے شریعت کی اصولی اور بنیادی ہدایات کو نظر انداز کر دیا ہے۔

دراصل اس مسئلے کو متقدمین محققین میں سے علامہ قرطبی مالکی، امام جصاص حنفی اور دیگر مفسرین، محدثین اور فقہاء نے بہترین انداز میں اجاگر کر کے اس کا انتہائی معقول اور مدلل تجزیہ بھی پیش کیا ہے۔ اگر نفس آیت [البقرہ۲:۲۱۹] میں غور کیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے شراب میں نفع اور نقصان دونوں کا ذکر کرتے ہوئے اس کے نفسیاتی اور روحانی مضر اثرات اور نقصانات کو صیغہ اسم تفضیل (اکبــــر) کے ساتھ بیان فرما کر اسے نفع پر غالب قرار دیا ہے۔ لہذا بعض موہوم اور غیر یقینی منافع کی بنیاد پر ایک قطعی حرام چیز کو شرعی دلائل سے صرف نظر کر کے جواز فراہم کرنا یا اس کی سزا میں تخفیف کرنا اسلامی تعلیمات اور روح شریعت کے منافی ہے۔ ایسا فعل اسلامی احکامات میں مذموم تساہل کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے؟۔

مزید برآں قرآن وسنت کی تعلیمات پر مبنی شرعی قواعد اور فقہی فروع میں ایسی معتدبہ مثالیں ملتی ہیں جن کی اساس پر ہر وہ چیز جس میں حرام وحلال کا امتزاج ہو ممنوع قرار دیا جاتا ہے۔ ذیل میں ایسے بعض قواعد نقل کیے جاتے ہیں:

۱۔ (ما اجتمع الحلال والحرام فی شیء واحد الا وقد غلب الحرامُ الحلالَ) [المبسوط لامام سرخسیؒ: باب الوضوء والغسل، وباب الشهيد، وكتاب التحرى وغير ذلك]۔

۲۔ (اذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرم)۔ [الأشباه والنظائر: ابن نجيم ص ۱۰۹]۔

۳۔ (اذا تعارض المانع والمقتضى فانّه يقدم المانع)۔ [الأشباه والنظائر: ابن نجيم ص ۱۱۷]۔

۴۔ (اذا تعارض المانع والمقتضى يقدم المانع الاّ اذا كان المقتضى اعظم)۔ [المنثور للزركشى ۱:۳۴۸، مجلة الاحكام العدليه ماده ۴۶، المدخل الفقهى العام للزرقاء ۱:۹۸۶ فقره ۵۹۵]۔

۵۔ (اذا اجتمع الحلال والحرام او المبیح و المحرم غلّب الحرام)۔ [المنثور للزرکشی ۱: ۱۲۵، الأشباہ والنظائر: ابن نجیم ص ۱۰۹، الأشباہ والنظائر: سیوطی ص ۱۰۵]۔

ان قواعد میں غور کیا جائے تو شراب کی قطعی حرمت میں کوئی شک وشبہ باقی رہنا ایک سلیم العقل انسان کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ نیز قرآن وسنت کی متعدد آیات اور احادیث نبویہ میں اس مضمون کی تائید کسی صاحب علم سے ڈھکی چھپی نہیں۔ اس کے علاوہ مقاصد شریعت کی رو سے بھی شراب اس لئے قطعی طور پر حرام ہے کہ یہ مقاصد خمسہ میں حفظ دین کے خلاف ہونے کے ساتھ ساتھ حفظ عقل کے لیے بھی مانع ہے۔ عقل ہی مناط التکلیف ہے اور انسان کے اشرف المخلوقات ہونے کا سبب ہے تو جب شراب نوشی اسے ہی ضائع کر دیتی ہے تو کیا عجب ہے کہ مقاصد شریعت کی حفاظت اور عقل انسانی کی اہمیت کے پیش نظر شراب کی قطعی حرمت اور حدود میں داخل ہونا ایک منصف مزاج انسان کے لئے امر متنازع رہے؟

یہ بات قابلِ غور ہے کہ قرآن حکیم کا اسلوب بیان ہی شراب کی حرمت کے لیے کافی ہے، احادیثِ مبارکہ میں حرام کا لفظ وارد ہے :کل مسکر حرام۔ شراب کو ام الخبائث قرار دیا گیا ہے، اس کے پینے والے، بنانے والے، فروخت کرنے والے پر لعنت بھیجی گئی ہے۔ حدیث اور فقہ کی کتابوں میں شراب کا تذکرہ کتاب الحدود کے اندر ہی آتا ہے۔ یہ بات بذاتِ خود اس کی شاہد عدل ہے کہ تمام محدثین وفقہاء نے شرعی نصوص کو اپنی سند اور سیاق وسباق کے ساتھ جس طرح سمجھا ہے اس کے مطابق شراب قطعی حرام اور اس کی سزا اصطلاح شرع میں حد ہی کہلاتی ہے۔

جس طرح قواعد اصولیہ سے یہ ثابت ہوتی ہے اسی طرح علماء اصول الفقہ بھی اس بات پر متفق ہیں کہ قرینہ کے بغیر مطلق صیغہ نہی منع اور تحریم کی موجب ہوتی ہے۔ یہ بات بھی قرآن مجید میں [سورہ مائدہ:۹۰] اور سنت صحیحہ سے ثابت ہے کہ شراب سے منع کا حکم ایسے ہی مطلق بغیر قرینہ کے صیغہ نہی سے وارد ہوا ہے۔

درخواست گزار نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ صرف سنگین جرائم حدود میں داخل کیے جاتے ہیں اور شراب میں نفع ونقصان کے امتزاج پائے جانے کے سبب یہ سنگین جرم نہیں رہا لہٰذا اسے حدود کے بجائے تعزیرات میں شمار کرنا زیادہ مناسب ہے۔ اس بات کی غلطی سطور بالا میں بیان ہونے کے ساتھ احادیث ذیل میں نصاً واضح ہے۔ اسی سلسلے مندرجہ ذیل احادیث مثال اور نمونے کے طور پر پیش کی جاتی ہیں:

۱۔ عن علقمة قال كنا بحمص فقرأ ابن مسعود سورة يوسف فقال رجل ما هكذا، قال قرأت على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال أحسنت ووجد منه ريح الخمر، فقال: أتجمع أن تكذب بكتاب الله وتشرب الخمر، فضربه الحد۔ [صحيح البخاری: باب القراء من أصحاب النبی صلى الله عليه وسلم]

یہ روایت بتا رہی ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے اسے شرب خمر کی سزا بطور حد جاری کی اور راوی نے بھی اسے حد کی سزا کے طور پر روایت کیا ہے

۲۔ عن أنس بن مالك أن النبی صلى الله عليه وسلم أتي برجل قد شرب الخمر فجلده بجريدتين نحو أربعين [صحيح مسلم: باب حد الخمر]

٣۔ عن أبی هريرة قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم اذا سكر فاجلدوه، ثم اذا سكر فاجلدوه ـــــ قال ابو داود: وكذا حديث عمر بن ابی سلمة عن أبيه عن أبي هريرة عن النبي صلی اللّٰه عليه وسلم: اذا شرب الخمر فاجلدوه، فان عاد الرابعة فاقتلوه۔[سنن ابی داود: باب اذا تتابع فی شرب الخمر ج ١٢، ص ٤٦، المكتبة الشاملة]

٤۔ حدثنا أبو كريب ـــــــ عن معاوية قال: قال رسول اللّٰه عليه وسلم: من شرب الخمر فاجلدوه، فإن عاد فی الرابعة فاقتلوه۔ [سنن الترمذی: باب ماجاء من شرب الخمر فاجلدوه ج٤، ص ٣٥٥، ،كذا في النسائي: باب ذكر الروايات المغلظات فی شرب ج١٧، ص ١٣٧]

٥۔ حدثنا محمد بن بشار ـــــ عن أنس عن النبی صلی اللّٰه عليه وسلم أنه أتي برجل قد شرب الخمر فضربه بجريدتين نحو الأربعين وفعله ابو بكر، فلما كان عمر استشار الناس فقال عبد الرحمن بن عوف: كأخف الحدود ثمانين، فأمر به عمر۔ قال أبو عيسى: والعمل على هذا عند أهل العلم من أصحاب النبي صلى اللّٰه عليه وسلم وغيرهم أن حد السكران ثمانون۔[سنن ترمذی]

ترمذی کی اس روایت میں شرب خمر کی سزا کیلئے حد کا لفظ استعمال ہوا ہے

٦۔ عن ابن عمرؓ قال: قال رسول الله ﷺ:" كل مسكر خمر وكل مسكر حرام ومن شرب الخمر فی الدنيا فمات وهو يدمنها لم يتب لم يشربها فی الآخرة"۔ [صحيح مسلم: كتاب الأشربه، باب بيان كل مسكر خمر وان كل مسكر حرام]۔

٧۔ عن أبی درداءؓ قال: قال رسول اللهﷺ :"لاتشرب الخمر فانها مفتاح كل شر"۔ [سنن ابن ماجه: كتاب الأشربه، باب الخمر مفتاح كل شر]۔

٨۔ عن ابن عمرؓ قال: قال رسول الله ﷺ:" لعن الله الخمر وشاربها وساقيها وبائعها ومبتاعها، وعاصرها ومعتصرها وحاملها والمحمولة اليه وآكل ثمنها"۔ [سنن أبی داؤد: كتاب الأشربه، باب العصر للخمر]۔

٩۔ عن أبی هريرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ:" ان مدمن الخمر كعابد وثن"۔ [سنن ابن ماجه: كتاب الأشربه، باب مدمن الخمر]۔

١٠۔ عن ابن عباسؓ سمعت رسول الله ﷺ يقول:" الخمر أمّ الفواحش والكبائر من شربها وقع على أمه وخالته وعمته"۔ [معجم كبير طبرانی ٣٦٧:٩، و سنن دار قطنی ٤١٧:١٠]۔

١١۔ عن خباب بن الأرتؓ قال: قال رسول الله ﷺ:" اياك والخمر فانّ خطيتها تفرع الخطايا كما ان شجرتها تفرع الشجرة"۔ [سنن ابن ماجه: كتاب الأشربه، باب الخمر مفتاح كل شر، و سنن كبرى بيهقی ٣٠٤:٧]۔

١٢۔ عن النبی ﷺ:"من شرب الخمر فاجلدوه"۔[سنن أبی داود: كتاب الحدود، باب اذا تتابع فی شرب

الخمر، سنن ترمذی: باب ما جاء من شرب الخمر فاجلدوہ من ابواب الحدود عن رسول اللہ ﷺ]۔ جبکہ اس حدیث کو امام ابوداود نے قبیصہ بن ذؤیب سے اور امام ترمذی نے معاویہ سے قریب قریب الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔

ان احادیث کی روشنی میں یہ بات بالکل عیاں ہے کہ شراب نوشی گناہ کبیرہ ہے جو کہ مستوجب حد ہے۔عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری مؤلفہ علامہ بدرالدین عینی میں ہے:

اتفق اجماع الصحابة فی زمن عمر علی الثمانین فی حد الخمر ولا مخالف لهم منهم وعلی ذلك جماعة التابعین وجمهور فقهاء المسلمین [عمدۃ القاری: کتاب ماجاء فی ضرب شارب الخمر ج ۲۳، ص ۴۱۳، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ] متعلقہ عمرؓ نو تو کس مسلک ہے -

علامہ عینی نے اسی شرح میں دوسرے مقام پر نقل کیا ہے:

وروی الطحاوی قال: حدثنا ابن ابی داود، قال: حدثنا مسدد بن مسرهد، قال: حدثنا یحیی ---------عن علیؓ قال: جلد رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فی الخمر أربعین وأبوبکرؓ أربعین وکملها عمرؓ ثمانین وکلٌّ سُنّةٌ۔ [عمدۃ القاری: باب الضرب بالجرید والنعال ج ۲۳، ص ۴۱۷]

شیخ عبدالقادر عودہ نے اپنی تالیف التشریع الجنائی میں لکھا ہے: وفی جریمة شرب الخمر یقول اللّٰه تعالی: إنما الخمر والمیسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشیطان، فاجتنبوه، ... ویقول الرسول صلی اللّٰه علیه وسلم: کل مسکر حرام،-----ویقول: ماأسکر کثیره فقلیله حرام . وهذه النصوص قاطعة فی تحریم الخمر والمسکرات ۔ ص ----

أما العقوبة فقد عین رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم نوعها بقوله: "اضربوه" ولکن لم یؤثر عنه أنه حدد مقدار العقوبة تحدیدا قاطعا وقد روي أنه ضرب أربعین فی الخمر، وروی عنه أنه الضرب لم یکن محدد العدد۔

وفی عهد عمرؓ أجمع الصحابةؓ علی أن یضرب شارب الخمر ثمانین جلدة قیاسا علی القاذف لان الشارب اذا سکر هزی واذا هزی افتری فالعقوبة اذاً تحددت لقول الرسول صلی اللّٰه علیه وعمله وإجماع الصحابةؓ۔ وسنة الرسول صلی اللّٰه علیه وسلم مصدر من مصادر التشریع الإسلامی وإجماع الصحابة مصدر آخر من مصادر هذا التشریع ۔ أي أن السنة والإجماع یکون کلاهما مقام النص علی العقوبة [التشریع الجنائی: الباب الاول، ج ۱، ص ۱۱۹، ۱۲۰، دارلکتاب العربی، بیروت]

صحیح بخاری کی مذکورہ بالا حدیث نمبر ا کے الفاظ فضربه الحد، شراب نوشی کی سزا کے حد ہونے پر نص ہیں، اسی طرح ترمذی کی حدیث

نمبر۵ میں فضربه بجريدتين نحو الأربعين کے الفاظ سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ یہ حد تو اسی ضربیں ہی تھی، نبی کریم صلی علیہ وسلم نے اس کا نفاذ اس مرتبہ یوں فرمایا کہ دو چھڑیاں ہاتھ میں لے کر چالیس ضربیں لگائیں اور اس طرح اسی کی تعداد مکمل فرمائی۔ صحابہ کرامؓ اور خصوصاً خلفاء راشدین کا اُسی کوڑے مقرر کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی تعلیم ہی کی ایک صورت ہے۔

نمبر۲: درخواست گزار نے اپنے دوسرے اعتراض کے لئے مذکورہ آرڈیننس کی دفعہ۲/F بنیاد بنایا ہے، کہ "حد کی سزا صرف وہی ہے جس کا بیان قرآن وسنت میں موجود ہو۔ چوں کہ شراب نوشی کی سزا قرآن وسنت میں مذکور نہیں اور عہد رسالت میں اس کی سزا میں نرمی کی گنجائش موجود ہونے کے ساتھ مجرمین کو موقع اور محل کے مطابق مختلف سزائیں دی گئی ہیں، نیز رسول اللہ ﷺ نے کسی کو بھی شراب نوشی کے جرم میں چالیس کوڑوں سے زیادہ نہیں مارا تھا اس لیے ان وجوہ کی بناپر مذکورہ تعریف کی روشنی میں شراب نوشی کی سزا حدود میں سے نہیں ہے۔

اس اعتراض کے جواب میں مندرجہ ذیل نقاط قابلِ غور ہیں:

ا۔ اگر چہ بادی النظر میں شرعی اصطلاح "حد" سے مراد وہ مقررہ سزا سمجھا جاتا ہے جو قرآن، سنت یا اجماع سے ثابت ہو، لیکن درحقیقت یہ حد کی ناقص تعریف ہے اور اس بناپر کسی جرم کو حدود [یعنی وہ جرائم جو حدود میں داخل ہو] سے خارج کرنا کہ اسکی سزا قرآن یا سنت میں محدد طور پر مذکور نہیں یا مختلف فیہ رہ چکی ہے مندرجہ ذیل وجوہ کی بناپر نا قابل قبول ہے:

اَ۔ علماء کرام کسی بھی چیز کی تعریف دو طرح سے کرتے ہیں:

ایک تعریف بالحد یعنی کسی چیز کی تعریف ذاتی خواص اصلیہ کی اساس کی روشنی میں۔

دوسری تعریف بالرسم یعنی کسی چیز کے عوارض یا عارضی اَوصاف کی روشنی میں۔

جہاں تک پہلی تعریف کا تعلق ہے تو یہ ایک مستقل جامع اور مانع ہوتی ہے جبکہ دوسری قسم کی تعریف غیر مستقل، غیر جامع اور غیر مانع ہوتی ہے۔

مذکورہ آرڈیننس کے دفعہ۲/F میں حد کی تعریف اس دوسری نوعیت کی ہے۔ لہذا اگر حد شرعی کی تعریف بالحد کی جائے تو اس کا اطلاق نفس فعل پر ہوگا، یعنی ہر وہ ممنوع کام جس کے لئے شریعت میں مقرر سزا موجود ہو اور وہ فعل اس عقوبت کا مستوجب ہوتا ہے۔ اس نقطے کو علامہ بدرالدین عینی نے عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں (۲۳:۲۶۴) کے علاوہ دیگر علماء نے حد کی تعریف میں صراحۃً یا اشارۃً بیان کیا ہے۔

ب۔ یہ بات علماء امت کے نزدیک ایک مسلّم حقیقت ہے کہ شرعی احکام کے ثبوت کا قرآن وسنت کے علاوہ ایک اور بھی ذریعہ ہے جسے فقہاء اجماع کے نام سے تعبیر کرتے ہیں، جس کے ذریعے کسی بھی شرعی حکم کو قطعی طور پر ثابت کیا جاسکتا ہے جس میں شراب نوشی کی اسی کوڑے سزا ہے۔ یہاں ایک موہوم اعتراض یہ ہوسکتا ہے کہ عقوبات میں قیاس نہیں ہوتا اور شراب نوشی کی حد (۸۰ کوڑے) کو حد قذف پر قیاس کیا گیا ہے لہذا یہ قیاس فاسد ہوا ہے اور اس قیاس کی بنیاد

پرشراب نوشی کی سزا حدود میں داخل نہیں ہوسکتی۔اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ سب سے پہلے یہ بات علماء کے درمیان مختلف فیہ ہے کہ عقوبات میں قیاس درست ہے یا نہیں تو ایک جم غفیر علماء کے وقیع رائے کے مطابق عقوبات میں قیاس دوسرے احکام کی طرح بلاتفریق درست ہے۔

[مزید تفصیل کے لئے عبدالقادر عودہ شہیدؒ کے کتاب ''تشریع الجنائی'' کا اردو ترجمہ ''اسلام کا فوجداری قانون'' جلد اول صفحہ ۲۵۴ تا ۲۵۷ ملاحظہ فرمایا جائے]۔

لیکن دراصل شرب خمر کی سزا اجماع امت سے ثابت ہے جیسا کہ جمہور علماء کی رائے ہے اور خلفاء ثلاثہ راشدہ کی سنت اور مابعد امت کا عمل سائد رہا ہے۔اس کے مقابلے میں مجرد عقل کی بنیاد پر ایک ظنی رائے قائم کرنا ایک فضول بے وقعت سعی لا حاصل ہے۔مزید یہ کہ امت مسلمہ خلفاء راشدین کی سنت کے مطابق عمل کرنے پر تاکید کے ساتھ مأمور ہے۔جسکا حکم رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث

"عن عرباض بن ساریةؓ قال قال رسول الله ﷺ:علیکم بسنتی و سنة خلفاء الراشدین من بعدی عضوا علیها بالنواجذ"

[مشکل الأثار للطحاوی ۳:۱۸۳، امام أبوداود اور ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے اسی طرح اسے ابن ماجہ نے بھی نقل کیا ہے] میں فرمایا ہے۔

ج۔ جمہور علماء امت (محدثین فقہاء) نے سزاؤں کو حدود اور تعزیرات میں منقسم کرتے ہوئے شرب خمر کی سزا کو حدود کے ضمن میں ذکر کیا ہے یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اگر شراب نوشی تعزیرات میں سے ہوتی تو وہ اسے ضرور تعزیرات میں ذکر کرتے۔

قواعد کی روشنی میں حد شرب خمر اور اس کی سزا کی تعین:

یہ ایک حقیقت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے شراب نوشی کی متفرق سزائیں منقول ہیں جن میں کم از کم چالیس کوڑے ہیں۔اس بنا پر بعض علماء کرام مثلاً امام شافعیؒ اور ظاہریہ وغیرہ نے شراب نوشی کی حد چالیس کوڑے مان کر باقی چالیس کوڑوں کو تعزیر تصور کیا ہے اور اجماع کی اس بنا پر نفی کی ہے کہ نص صریح کی موجودگی میں اجماع کی ضرورت نہیں ہوتی۔چونکہ شرب خمر کی حد (چالیس کوڑے) نبی ﷺ کے فعل سے ثابت ہے لہذا یہ صریح دلیل ہے اور اس کے خلاف اجماع درست نہیں۔

اس دعوی کا جواب مندرجہ ذیل قواعد کی روشنی میں دیا جاتا ہے:

۱۔ چالیس کوڑوں والی روایات میں دیگر احتمالات کے ساتھ اسی کوڑوں کا احتمال بھی موجود ہے اور وہ یہ کہ رسول ﷺ نے ولید کو ڈبل کوڑے سے چالیس کوڑے مارا تھا جس کی مجموعی تعداد اسی کوڑے بنتی ہے۔علماء کرام کے نزدیک خاص کر حدود کے جرائم کے ثبوت اور سزاؤں میں یہ متفقہ قاعدہ ہے کہ ''لا حجة مع الاحتمال الناشیء عن دلیل''[مجلة الأحکام العدلیة مادہ: ۷۳، شرح المجله للأتاسی ۱:۲۰۹، شرح المجله علی حیدر

۱:٦٥]،اسی طرح دوسر قواعد مثلاً (الدليل اذا طرقه الاحتمال بطل به الاستدلال) [المدخل الفقهی "القواعد الكلية والمويدات الشرعية۔ ڈاکٹر احمد الحجی الکردی ص:١٥٦] یعنی جس دلیل میں جب بھی احتمال آجائے تو اس سے استدلال باطل ہوجاتا ہے۔

۲۔ چالیس کوڑوں والی حدیث حضرت علیؓ سے مروی ہے اور حضرت علیؓ ہی ہیں جنہوں نے حضرت عمرؓ کو شراب نوشی کی اسّی کوڑوں کی رائے دی اور وہی اجماع صحابہ کا سبب بنی۔ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی سنت (یعنی اسّی کوڑے) کے ساتھ حضرت علیؓ کا ذاتی عمل بھی یہی رہا۔

اس بارے میں محدثین کے نزدیک یہ ایک مسلّم قاعدہ ہے کہ جب راوی کا عمل اس کی روایت سے مخالف ہو تو اس کے عمل کو راجح کیا جائے گا۔ اس ترجیح کا سبب یہ ہے کہ اگر روایت راوی کے نزدیک قابل عمل ہوتی یا اس میں کسی تأویل کی گنجائش نہ ہوتی تو راوی ضرور اس پر عمل کرتے ہوئے اس کی مخالفت نہ کرتا۔ لیکن جب راوی اپنی مروی روایت سے مخالف عمل کرے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ روایت سے وہی حکم مراد ہے جو راوی نے اپنی عمل سے واضح کردیا ہے۔ یہی مثال حضرت أبو ہریرہؓ کے کتے کی جھوٹے والی برتن دھونے کی روایت میں بھی واضح ہے۔

۳۔ الأخذبروایة التی فیه الزیادة :یہ بھی فقہاء اور محدثین کے درمیان ایک مسلّم قاعدہ ہے کہ وہ مختلف روایات میں سے اس روایت کو ترجیح دیتے ہیں جس میں اضافہ پایا جاتا ہو۔ دیگر وجوہ ترجیح کے علاوہ اس قاعدے کی رو سے بھی ۸۰ کوڑے والی روایت اس لئے قابل ترجیح ہے کہ اس میں وہی اضافہ ہے جو کہ دوسری روایات میں نہیں ملتا۔ نیز خلفاء ثلاثہ کی سنت اور عمل کے ساتھ اجماع صحابہ بھی ہے۔ اجماع والی یہ روایت ان احتمالات سے بھی خالی ہے جو چالیس کوڑوں والی روایت میں پائے جاتے ہیں۔

نمبر۳: فاضل درخواست گزار نے مذکورہ آرڈیننس کی دفعہ ۲۵ کو بھی اس سبب پر قابل اعتراض بتایا ہے کہ اگر کوئی شخص [جو مکلف ہو اور کوئی حد قائم کرنے میں کوئی شرعی مانع نہ ہو] شراب نوشی کی کوشش کرتے ہوئے رک جائے تو اسے سزا دینے کی بجائے اس کی تعریف اور حوصلہ افزائی کرنی چاہئے۔ کیونکہ اسلام کے قانون فوجداری میں کسی کو مجرم قرار دینے کے لئے عملی اقدام ایک لازمی شرط ہے چونکہ یہاں پر شراب نوشی کا عمل سرزد نہیں ہوا لہذا متہم کو دفعہ ۲۵ میں مذکورہ سزا دینا اسلامی اصولوں کی خلاف ورزی ہے۔ اس اعتراض کے جواب دینے سے پہلے ان مراحل کا جاننا ضروری ہے جن سے جرم گزر کر جرم سرزد ہوتا ہے اور اس مرحلہ کا تذکرہ بھی ضروری ہے جسے جرم تصور کیا جاتا ہے۔

[اس تفصیل کے لئے عبدالقادر عودہ شہیدؒ کے کتاب ''تشریع الجنائی'' کا اردو ترجمہ ''اسلام کا فوجداری قانون'' جلد اول صفحہ ۴۳۲ تا ۴۴۴ ملاحظہ فرمایا جائے]۔

مذکورہ بالا اعتراض کے بے جا ہونے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ اس دفعہ ۲۵ میں مذکور سزا حد نہیں بلکہ یہ بطور تعزیر اور سد الذریعہ اولوالأمر کی صوابدید پر دی جاتی ہے جسے بعض محققین علماء نے اصلاح رعیہ کے لئے سیاسة الشرعیہ کے تحت

جائز قرار دیا ہے، جو کہ شرعی اصول کے عین مطابق ہے۔ کیونکہ اسلام میں تعزیرات اولوالامر کے سپرد کئے گئے ہیں جس میں وہ مصلحہ عامہ کے حصول اور مفاسد کی روک تھام کے مطابق قانون سازی کر سکتے ہیں۔ اس لئے امام أبو یوسفؒ نے فرمایا ہے کہ " التعزير الى الامام على قدر عِظَم الجرم وصغره"،[کتاب الخراج لأبی یوسفؒ ص: ۱۸۰۔ ط: الرابعه، القاهره المطبعه السلفيه ۱۳۹۲ ھ]۔ کہ تعزیری جرائم کی سنگینی اور غیر سنگینی کے مطابق حاکم/قاضی کی صوابدید کے حوالہ کر دیا گیا ہے۔ نیز یہی قاعدہ قریب قریب الفاظ کے ساتھ موسوعہ الفقہیہ میں " التعزير مفوض الى رأى الامام، وفق ما يراه فى حدود المصلحة وطبقا للشرع " اور تشریع الجنائی ۱:۱۵۶ میں "التعزير لرأى الامام أو الحاكم أو اجتهادهما" بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اسی طرح فروع فقہیہ میں یہ بھی ایک رائے ملتی ہے کہ کسی تاجر کو شراب بنانے کے خاطر انگور کی خرید و فروخت سے روکا جاسکتا ہے اور تعزیر کے تحت اسے سزا دینا بھی خلاف شرع نہیں۔ ارتکاب جرم کی کوشش بھی ایک قسم کا جرم ہے اور سد الذرائع کے تحت اس کے لیے بھی تعزیری سزا تجویز کی جاسکتی ہے۔

نمبر ۴: درخواست گزار نے اپنا آخری اعتراض یہ کیا ہے کہ شراب نوشی گناہ کبیرہ یا کوئی سنگین جرم نہیں بلکہ یہ ایک صغیرہ اور عام سادہ نوعیت کا جرم ہے۔

اس کے جواب میں وہی اُدلہ دہرائی جاتی ہیں جو کہ قرآن وسنت میں شراب نوشی کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں۔ مزید یہ کہ شراب نوشی کا اثر اسلامی معاشرے پر اثر انداز ہونے کے ساتھ مقاصد شریعت [حفظ دین اور عقل وغیرہ] کی خلاف ورزی اور پامالی اظہر من الشمس ہے۔ چونکہ قرآن میں اللہ رب العزت نے شراب کو رجس اور عمل شیطان [ناپاکی اور شیطانی عمل] جیسے امور سے مذموم بالذم قرار دے کر صیغہ نہی بلا قرینہ [فاجتنبوہ] سے منع فرمایا ہے۔ اور احادیث میں اسے ہر شر کی کنجی، بت پرستی، ام الفواحش اور کبائر گردانے کے ساتھ لعنت کا سبب اور تحریم صریح قرار دیتے ہوئے اس کے گناہ کبیرہ ہونے اور سنگین جرم ہونے میں کوئی شک نہیں۔ [دلائل کی تفصیل کے لئے تفسیر اور آحادیث کے ساتھ صفحہ نمبر ا پر اعتراض نمبر ا: میں مذکورہ آحادیث کا ملاحظہ فرمایا جائے]۔ واللہ اعلم۔

(ڈاکٹر محمد یوسف فاروقی)
ڈائریکٹر شریعہ اکیڈمی
بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی فیصل مسجد اسلام آباد

شریعت پٹیشن نمبر ۲/آئی ۲۰۰۶ء
متعلقہ حد شرب خمر

محمد یوسف فاروقی

حد کی تعریف:

قرآن حکیم کتاب ہدایت ہے، وہ زندگی کے تمام شعبوں کے بارے میں اصولی رہنمائی کرتا ہے ، لہٰذا کتاب اللہ میں قانونی اصطلاحات کی تعریف تلاش کرنا اصولاً صحیح نہیں۔ احادیث کے ذخیرۂ نصوص میں بھی فنی تعریف نہیں پائی جاتی، البتہ عہد رسالت میں حد کا لفظ ایسی سزا کے لیے استعمال ہوتا رہا ہے جس کا ذکر قرآن کریم یا سنت میں ملتا ہو، صحابہ کرام کے ذہنوں میں بھی اس کا مفہوم واضح تھا۔ امام بخاریؒ نے حضرت علقمہؒ کی ایک روایت کونقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ حمص میں تھے، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے سورۂ یوسف تلاوت فرمائی تو ایک شخص نے اعتراض کیا کہ اس طرح نہیں ہے جس طرح تم نے تلاوت کیا۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اسی طرح پڑھا تھا، اور رسول اللہ ﷺ نے میری تلاوت کی تحسین بھی فرمائی تھی۔ راوی بتاتے ہیں کہ اعتراض کرنے والے کے منہ سے شراب کی بو آ رہی تھی، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس سے کہا کہ تم شراب پی کر کتاب اللہ کو جھٹلاتے ہو؟ بخاری کے الفاظ ہیں: ''**أتجمع ان تكذب لكتاب الله و تشرب الخمر فضربه الحد**'' پھر اسے حد لگائی گئی۔ یہاں شرب خمر کی سزا کے لیے حد کا لفظ استعمال کیا گیا۔ اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ حد کا مفہوم ایک مقررہ سزا کے طور پر صحابہ کے ہاں معروف تھا۔ (**الجامع الصحيح للبخاری**، باب القراء من اصحاب النبیؐ)

امام ترمذیؒ نے حضرت انسؓ کی روایت بیان کی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے شراب نوشی کا ارتکاب کیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے دو شاخوں والی چھڑی سے چالیس ضربیں لگائیں، پھر حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جب شراب نوشی کے واقعات میں اضافہ محسوس کیا گیا تو انہوں نے صحابہ کرام کے مشورہ سے اس کے بارے میں مشورہ کیا، جس میں طے پایا کہ اس کی سزا اسی کوڑے ہی ہو۔ یہ سزا ان کے ذاتی مشورے پر مبنی نہیں تھی، نہ ہی صحابہ کرام کا یہ مزاج تھا کہ نبی کریم ﷺ کی منشا کے برعکس مشورہ دیں۔ نص حدیث کے ساتھ ساتھ نبی کریم ﷺ کا عمل اور ان واقعات کے سیاق و سباق سب ان کے سامنے تھے۔ اس بنا پر وہ حضرات اسی سزا پر متفق تھے۔ حضرت عمرؓ کا دخل صرف اس میں اس قدر ہے کہ انہوں نے اسے بطور قانون Declare کر دیا۔ یہاں راوی نے جو الفاظ نقل کیے ہیں وہ یہ ہیں:

"**قال عبدالرحمن بن عوف كاخف <u>الحدود</u> ثمانين، فأمر به عمرؓ**"

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا کہ حد کی کم از کم سزا اَسّی (۸۰) کوڑے ہے، لہٰذا حضرت عمرؓ نے اَسّی کا حکم جاری فرما دیا۔

اس روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے امام ترمذی فرماتے ہیں:

"حديث انس صحيح، العمل على هذا عند اهل العلم من اصحاب النبي ﷺ وغيرهم أن حد السكر ان ثمانون"

یہ حدیث صحیح ہے، صحابہ کرام اور ان کے بعد کے اہل علم کا اسی پر عمل رہا۔ ہے کہ شراب کے نشہ میں مدہوش شخص کی سزا اسی (۸۰) کوڑے ہیں۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت حسنؒ سے روایت نقل کی ہے:

قال : في الخمر قليله وكثيره وإن حسوة فيها الحد (مصنف بن ابی شیبہ، ج ۹ کتاب الحدود، ح نمبر ۸۴۴۳)

''فرماتے ہیں کہ شراب کم پیئے یا زیادہ، یہاں تک کہ اگر ایک چسکی بھی لی تو اس پر بھی حد جاری ہوگی''

ولید بن عقبہ کو حضرت عثمانؓ کے سامنے پیش کیا گیا، ان کے خلاف شراب نوشی کی شہادتیں موجود تھیں، حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ کو ان پر حد قائم کرنے کا حکم دیا چنانچہ حضرت علیؓ نے ان پر حد جاری کی۔ امام ترمذیؒ کے الفاظ ہیں:

فاقم عليه الحد فجلده عليؓ الحد ، جامع ترمذی (دارالسلام ریاض ۲۰۰۰ء، ص ۳۶۹)

اس طرح کی اور بھی بے شمار روایات ہیں جو کتب حدیث میں جا بجا ملتی ہیں، ان سے پتہ چلتا ہے کہ حد کا واضح مفہوم عہد رسالت میں صحابہ کرام کے علم میں تھا۔

حد کی اصطلاحی تعریف

فقہاء نے احکام شرعیہ کو جب علمی اور فنی انداز میں مرتب کرنا شروع کیا تو انہوں نے نصوص شرعیہ اور دور رسالت مآب میں جو حد کا مفہوم سمجھا جاتا تھا اسے ملحوظ رکھتے ہوئے حد کی تعریف کی۔ فقہاء احناف نے یہ تعریف اس طرح کی ہے:

عقوبة مقدّرة و جبتْ حقاً لله تعالىٰ ، ''وہ مقررہ سزا جو بطور اللہ تعالیٰ کے حق کے لازم ہو''

شافعی اور حنبلی فقہاء نے حد کی تعریف یہ کی ہے:

عقوبة مقدّرة على ذنب و جبت حقا لله تعالىٰ ، ''کسی بھی گناہ پر وہ مقررہ سزا جو بطور حق اللہ نافذ کی جائے''۔ دیکھیے :الموسوعة الفقهيه الكويتيه، مطبوعہ ۱۴۰۴۔ ۱۴۲۷ھ۔ حدود تعریف۔

حوالہ کے لیے مزید کتب دیکھیے:

الجرجانی، السید الشریف، التعریفات (المکتبہ الحمادیہ کراچی، ۱۹۸۳ ص ۷۴،

محمد اعلیٰ التھانوی، کشاف اصطلاحات الفنون (مکتبہ لبنان ۱۹۹۶) ص ۶۲۳، الحد

الکاسانی، بدائع الصنائع، دارا احیاء التراث العربی، بیروت، ج ۵ ص ۴۸۶

معاصر فقیہ ڈاکٹر وہبہ الزحیلی نے احناف کے علاوہ جمہور فقہاء کی تعریف اس طرح بیان کی ہے:

عقوبة مقدّرة شرعا، سواء أكانت حقا لله ام للعبد . الفقه الاسلامی و أدلته ج ۶، ص ۱۲

حد شریعت میں مقررہ سزا کا نام ہے خواہ اللہ تعالیٰ کے حق کے طور پر جاری کی جائے یا بطور حق العباد

ان تمام تعریفات سے پتہ چلتا ہے کہ فقہاء نے متفقہ طور پر شراب نوشی کی سزا کو حد تسلیم کیا ہے خواہ وہ حقاللہ ہو یا حقاللعباد۔ فقہاء احناف کی تعریف سے قصاص حد میں شامل نہیں ہوگا اس لیے وہ حق العباد میں شامل ہے۔ جمہور فقہاء کی تعریف کی رو سے قصاص بھی حد میں شامل ہوگا۔

شراب نوشی کی سزا

جہاں تک شراب نوشی کی سزا کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں جمہور کی رائے یہ ہے کہ جرم ثابت ہو جانے پر اسی کوڑوں کی سزا دی جائے گی۔ علامہ عینی صحیح بخاری کی شرح میں لکھتے ہیں:

الجمهور من علماء السلف والخلف على ان الحد في الشرب ثمانون، وهو قول مالك والثوري والاوزاعي و عبيدالله بن الحسن والحسن بن حي و اسحاق و احمد، وهو احد قولي الشافعي، وقال اتفق الصحابة في زمن عمر على الثمانين في حد الخمر، ولا مخالف لهم منهم و على ذلک جماعة التابعين وجمهور فقهاء المسلمين والخلاف في ذلک كالشذوذ المحجوج بالجمهور (العيني، عمدة القاري ج ٢٣: ص ٢٦٦)

متقدمین و متاخرین جمہور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ شراب نوشی کی سزا اسی کوڑے ہے، یہی رائے امام مالک، امام ثوری، امام اوزاعی، عبیداللہ بن الحسن، حسن بن حیی، اسحاق اور امام احمد کی ہے۔ امام شافعیؒ سے دو اقوال منقول ہیں ان میں سے ایک قول کے مطابق وہ بھی اسی کوڑوں کی رائے رکھتے ہیں۔ ابو عمر یہ بھی فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے عہد میں صحابہ کرام نے بالا جماع اس بات پر اتفاق کرایا تھا کہ حد خمر اسی کوڑے ہیں، صحابہ کرام میں سے اس وقت کوئی بھی اس رائے کا مخالف نہیں تھا۔ تابعین کی جماعت بھی اس رائے پر قائم رہی، اسی رائے کے حامل جمہور فقہاء رہے ہیں۔ اس کے برعکس اگر کوئی اور رائے پائی جاتی ہے تو وہ شاذ ہے اور وہ جمہور کے دلائل کے مقابلہ میں مردود ہے۔

چنانچہ جمہور فقہاء میں تمام فقہاء احناف، مالکیہ اور حنابلہ اسی رائے کے حامل ہیں کہ مجرم کو اسی کوڑوں کی سزا دی جائے۔ صرف امام شافعی کا ایک قول یہ ہے کہ چالیس کوڑوں کی سزا دی جائے۔ امام شافعی کی ایک رائے اسی کوڑوں کی بھی ہے جسے ہم نقل کر چکے ہیں۔

ابن قدامہ مشہور حنبلی فقیہ ہیں، لکھتے :

ومن شرب مسكرا قلّ او كثُر، جلد ثمانين جلدة، اذا شربها وهو مختار لشربها، وهو يعلم ان كثيرها يسكر (المغني، هجر للطباعة والنشر، القاهرة ١٩٩٢ ج ١٢: ص ٤٩٥)

جس کسی نے کوئی بھی نشہ آور چیز پی، تھوڑی مقدار میں ہو یا زیادہ، اسے اسی کوڑے لگائے جائیں گے بشرطیکہ اس نے اپنے اختیار و ارادہ سے پی ہو اور وہ یہ بھی جانتا ہو کہ اس کی زیادہ مقدار پینے سے نشہ ہو سکتا ہے۔

نیز شراب کے بارے میں ابن قدامہ لکھتے ہیں:

الخمر محرّم بالكتاب والسنة والاجماع . (المغني ج ١٢: ص ٤٩٣)

شراب حرام ہے اور اس کی حرمت کتاب اللہ، سنتِ رسولؐ اور اجماع امت سے ثابت ہے

حد خمر کے بارے میں مزید دیکھیے: وہبہ الزحیلی، الفقه الإسلامي وادلته ج ٦: حد المسكر والخمر المسكرات ص ١٢٣-١٤٨۔

اسّی کوڑوں کی سزا کے دلائل

جمہور فقہاء جو اسی کوڑوں کی سزا کے قائل ہیں ان کے دلائل درج ذیل ہیں۔

۱۔ مصنف عبدالرزاق کی روایت ہے:

عن الحسن ان النبی ﷺ ضرب فی الخمر ثمانین. (المصنف، مجلس علمی کراچی) ج ۷. ص ۳۷۹۔

رسول اللہ ﷺ نے شراب نوشی کی سزا اسی کوڑے لگائی۔

۲۔ عمرو بن عبید حضرت حسنؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ چاہتے تھے کہ یہ تحریر لکھوا دیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شراب نوشی کی سزا اسی کوڑے دی اور یہ کہ اہل عراق کے لیے ذات عرق میقات ہے (المصنف، ج ۷:ص ۳۷۹۔۳۸۰)

۳۔ عن الشعبی عن الحارث عن علیؓ۔ قال (یجلد) فی قلیل الخمر و کثیرہ ثمانین.

(ابن ابی شیبہ، المصنف (ادارہ القرآن، کراچی) ج ۹: ص ۵۴۲، ابن عبدالبر الاستذکار، ج ۸: ص ۱۰)

شراب تھوڑی ہو یا زیادہ اسی کوڑے سزا ہو گی۔

۴۔ وہ نبیذ جس میں شدت پیدا ہو جائے اور وہ نشہ پیدا کرنے لگے تو اس پر بھی اسّی کوڑوں کی سزا ہو گی۔

عن علیؓ قال: حد النبیذ ثمانون ۔ (ابن ابی شیبہ، المصنف، ج ۹:ص ۵۴۳)

۵۔ عن ھشام عن الحسن فی السکران من النبیذ قال: یضرب ثمانین. (مصنف ابن ابی شیبہ ج۹: ص ۵۴۴)

حضرت حسن سے پوچھا گیا کہ اگر کسی شخص کو نبیذ پی کر نشہ ہو جائے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے: فرمایا: اسی کوڑے سزا ہو گی۔

۶۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی رائے ہے: فی السکر من النبیذ ثمانون، (ابن ابی شیبہ، ج۹. ص ۵۴۴)

۷۔ فضیل اپنے والد سے اور وہ حضرت شقیق عبسی سے راویت کرتے ہیں:

قال: فیہ الحد یُضرب ثمانین. (مصنف ابن ابی شیبہ، ج۹: ص ۵۴۴۔۵۴۵)

فرماتے ہیں کہ نشہ کی سزا حد ہے، اسی کوڑے لگائے جائیں گے۔

۸۔ ابن عمیر راویت کرتے ہیں کہ ایک شخص جمعہ کے روز مسجد میں آیا اور اس نے دو رکعت کے بجائے جمعہ کی نماز کی چار رکعت پڑھی، نمازیوں نے اسے پکڑ کر حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی خدمت میں پیش کیا، اس سے جب پوچھ گچھ کی گئی تو اس نے اقرار کر لیا کہ اس نے شراب پی ہے۔ اس کے الفاظ تھے:

ما شربتھا قبل الیوم، فجلدہ ثمانین. (ابن ابی شیبہ ج۹ ص ۵۴۷)

اس نے کہا کہ بس میں نے آج ہی پی ہے، اس پر حضرت ابو موسیٰ اشعری نے اسے اسی کوڑوں کی سزا دی۔

۹۔ عبدالرحمٰن بن حرملہ بیان کرتے ہیں کہ میرے ایک پڑوسی نے نشہ کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی پھر مجھ سے کہا کہ میں سعید بن المسیبؒ سے مسئلہ پوچھوں کہ اب میرے لیے کیا حکم ہے؟ اس پر حضرت سعید بن المسیب نے فرمایا:

ان اصیب فیہ الحق جلد ثمانین و فرق بینہ و بین اھلہ. (مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۱۰: ص ۱۱۲۔۱۱۳)

اگر اس مسئلہ میں، میں نے حق کو پا لیا ہے تو وہ یہ ہے کہ اسے اسی کوڑے لگائے جائیں گے اور اس کے اور بیوی کے درمیان تفریق کرا دی جائے گی۔

۱۰۔ ابن عبدالبرؒ نے عبداللہ بن الداناج سے روایت کیا ہے:

اما قول علیؓ : فی قلیل الخمر و کثیرھا ثمانون جلدۃ۔ (ابن عبدالبر، الاستذکار، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۲۰۰۰ء، ج ۸: ص ۱۰)

۱۱۔ عطا بن ابی مروان اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میرے پاس ایک شخص نجاشی نامی لایا گیا، اس نے رمضان المبارک میں شراب پی تھی، میرے والد نے اسے اسی کوڑے لگائے اور قید بھی کر دیا، مگر اگلے روز اسے مزید بیس کوڑے لگا کر چھوڑ دیا، ساتھ ہی اسے تنبیہ کی یہ بیس کوڑے میں نے (بطور تعزیر) اس لیے لگائے ہیں کہ تم نے رمضان المبارک کی حرمت کو پامال کیا۔ امام طحاویؒ کے الفاظ یہ ہیں:

أتی علی بالنجاشی قد شرب الخمر فی رمضان، فضربہ ثمانین ثم أمر بہ الی السجن. ثم أخرجہ من الغد فضربہ عشرین ثم قال: إنما جلدتک ھذالعشرین لإفطارک فی رمضان وجرأتک علی اللہ

(الطحاویؒ، شرح معانی الآثار، کتاب الحدود، باب حد الخمر)

۱۲۔ اسی کوڑوں کی سزا پر صحابہ کرام کا اجماع ہے، اجماع صحابہ سب کے نزدیک حجت ہے۔صحابہؓ کا اجماع قرآن وسنت کے خلاف ہونا محال ہے۔

قال ابو عمر: انعقد اجماع الصحابۃؓ فی زمن عمرؓ علی الثمانین فی حد الخمر، ولا مخالف لھم منھم، وعلی ذلک جماعۃ التابعین، و جمھور فقھاء المسلمین، والخلاف فی ذلک کالشذوذ المحجوج بالجمھور۔ (ابن عبدالبر، الاستذکار ج ۸: ص ۱۲)۔

۱۳۔ اجماع کو تمام فقہاء (احناف، مالکیہ، شوافع، حنابلہ اور فقہاء اثنا عشریہ) حجت تسلیم کرتے ہیں، حد شرب خمر کے بارے میں معروف شافعی فقیہ الآمدی لکھتے ہیں:

واجمعوا فی زمن عمرؓ علی حد شارب الخمر ثمانین بالاجتھاد۔

الآمدی، الاحکام فی اصول الاحکام (المکتب الاسلامی، دمشق، ۱۴۰۴ھ، ج ۱: ص ۲۶۵)

صحابہ کرام نے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں شراب نوشی کی سزا اسی کوڑے مقرر کی تھی، اجتہاد کر کے (یہاں اس اجتہاد سے مراد نبی کریم ﷺ کے عمل اور دیگر دلائل کے ساتھ حضرت علیؓ کا وہ مشہور قیاس بھی ہے جو انہوں نے شراب پی کر ہذیان بکنے والے کو قذف پر قیاس کیا تھا۔

۱۔ اجماع کی حجیت پر دیکھیے: محمد یوسف فاروقی، ''اجماع کا ارتقاء'': خلفاء راشدین کے فیصلوں اور فقہاء کی آراء کی روشنی میں امریکن جرنل آف اسلامک سوشل سائنسز ج:۹ شمارہ۲، ۱۹۹۲ء۔

حاصلِ بحث

[illegible] متعلق روایات [illegible] والی تمام روایات کا بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح [illegible] [illegible] اسی طرح اس کی سزا میں بھی تدریج کا اصول کارفرما رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں [illegible]

مائدہ کی آیت نمبر ۹۰ کے نزول سے قبل مختلف قسم کی سزائیں دی گئیں، بالکل آغاز میں تو صرف ناپسندیدگی کا اظہار کیا گیا، اس کے بعد غالباً جب نمازوں کے اوقات میں شرب خمر پر پابندی عائد کی گئی تو خلاف ورزی کرنے والوں کو تعزیراً مختلف سزائیں دی گئیں۔ البتہ جب المائدہ کی یہ آیت نازل ہوئی:

إِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْأَنْصَابُ وَ الْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ[المائدہ، 5:90]

تو اس کے بعد جرم کا ارتکاب کرنے والوں کو رسول اللہ ﷺ نے حد جاری فرمائی، یہی بات حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت سے معلوم ہوتی ہے۔ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

عن ابن عباسؓ ما ضرب رسول الله ﷺ في الخمر إلا أخيرا . (فتح الباری، ج ۱۲: ص ۔)

رسول اللہ ﷺ نے شراب نوشی میں حد آخیر دور میں جاری فرمائی۔

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جو سزا مقرر فرمائی وہ کیا تھی؟ احادیث کے ذخیرہ میں دو چھڑیوں کے ساتھ چالیس ضربیں لگانے کا ذکر بھی ملتا ہے اور اسی کوڑوں کی سزا کا تذکرہ بھی ہے۔ جب روایات کے فہم میں مختلف آراء پائی جا رہی ہوں تو فقہاء اور محدثین روایت میں تطبیق کی کوشش کرتے ہیں۔ یہاں چالیس اور اسی کوڑوں والی روایات میں تطبیق مشکل نہیں۔ ہم نے اوپر وہ روایت نقل کی ہیں جن میں یا تو دو چھڑیوں کو یکجا کر کے چالیس لگائی گئیں، یا دو جوتے اکھٹے کر کے چالیس جوتے لگائے گئے، جو کوڑے سزا دینے کے لیے استعمال کیے گیے ان کے بارے میں بھی یہ الفاظ ملتے ہیں

بسوط له طرفان، یا بسوط له ذنبان.

چنانچہ ڈبل چابک یا دو شاخوں والے چابک سے چالیس عدد لگائے جائیں تو وہ اسی شمار ہوں گے۔ فقہاء نے اس بات کو اصولی طور پر قبول کیا ہے کہ اگر کسی شخص کی سزا قانون میں سو کوڑے ہے اور اس شخص کو کوڑا ڈبل کر کے سزا دی جا رہی ہے تو پچاس کوڑوں سے ہی اس کی سزا پوری ہو جائے گی۔ (دیکھیے: ابن نجیم، البحر الرائق)

امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ ایسی صورت میں "کل سوط سوطان" ڈبل ہونے کی صورت میں ایک مرتبہ کوڑے کی ضرب کو دو کوڑے شمار کیا جائے گا۔ ہماری رائے کی تائید حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت سے بھی ہوتی ہے۔ ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شراب نوشی کی سزا میں دو جوتے لے کر چالیس مرتبہ مارے، پھر حضرت عمرؓ نے الگ الگ کر کے اسی کوڑے کر دیا

(ابن ابی شیبہ، المصنف ج۹: ص ۵۴۷؛ عبدالرزاق، المصنف ج۷: ص ۳۷۹۔)

گویا حضرت عمرؓ نے مشورہ کے بعد جو تبدیلی کی تھی وہ محض کیفیت کی تبدیلی تھی۔ چنانچہ ولید بن عقبہ کو شراب نوشی کی سزا میں جو چالیس کوڑے لگائے گئے اس کے بارے میں وضاحت ملتی ہے بسوط له طرفان، ایسے کوڑے مارا گیا تھا جس کی دو شاخیں تھی۔ امام طحاویؒ نے زیادہ صاف الفاظ میں لکھا ہے:

أن السوط الذي ضرب به الوليد كان له طرفان، فكانت الضربة ضربان ، (الطحاوی، شرح معانی الآثار، ج ۳ ص ۱۵۴)

غالباً ان واضح اشارات اور روایات کی بنیاد پر صحابہ کرامؓ نے علیحدہ علیحدہ اسی کوڑے مارنے پر اتفاق کر لیا تھا۔ صحابہ کرام کی اس متفق رائے کو جمہور فقہاء نے اجماع صحابہ سے تعبیر کیا ہے صحابہ کرام کا اجماع تمام فقہاء کے نزدیک حجت ہے۔

حضرت عمرؓ کے دور میں جب شام میں شراب نوشی کا رجحان بڑھ گیا تھا، بعض لوگوں نے بہت غلط انداز اختیار کیا کہ نہ صرف

شراب نوشی کا ارتکاب کیا بلکہ شراب کے جواز کے حق میں قرآن حکیم کی یہ آیت پیش کی :

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا (المائدہ، ۵ : ۹۳)

''جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے تو ان پر کوئی گناہ نہیں جو کچھ وہ کھا پی چکے''

یہ آیت دراصل ان حضرات کے بارے میں نازل ہوئی تھی جنہوں نے شراب کی حرمت سے قبل شراب پی تھی۔ چنانچہ حضرت خالد بن ولید نے ان لوگوں کے بارے میں حضرت عمرؓ کو مطلع کیا، اور یہ جاننا چاہا کہ ان لوگوں کو کیا سزا دی جائے۔ اس واقع کے بارے میں محدثین نے جو روایات نقل کی ہیں ان میں حضرت خالدؓ نے چند باتوں کی طرف توجہ دلائی، ایک تو یہ کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف غلط بات منسوب (کذبوا علی اللہ) دوسرے یہ کہ دین میں وہ شرعی احکام بتانے لگے جس کی اجازت نہیں تھی (و شرعوا فی دینهم مالم یأذن به الله) تیسرے یہ کہ شراب نوشی کی سزا کو معمولی سمجھنے لگے (و حاقروا العقوبة) چوتھے یہ کہ شراب نوشی میں انہماک زیادہ ہوگیا (قد انهمکو فی الخمر)۔

حضرت عمرؓ کی عدالت میں جب یہ مسئلہ پیش کیا گیا، اس وقت انصار و مہاجرین میں بہت سے صحابہ موجود تھے، خاص طور پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ وغیرہ۔ حضرت عمرؓ نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے کہ حدود میں کم تر سزا (اخف الحدود) اسی کوڑے ہے، وہ مقرر کر دیا جائے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ سے پوچھا، حضرت جن کی فیصلہ کرنے کی قوت و صلاحیت پر تو الفاظ رسول ﷺ (اقضاهم علیؓ) کافی ہیں، ساتھ ہی ان میں استدلال و استنباط کی صلاحیت بھی تھی۔ انہوں نے فرمایا کہ سب سے پہلے تو ان حضرات سے توبہ کرائی جائے، اگر توبہ سے انکار کریں تو انہیں قتل کر دیا جائے اور اگر توبہ کر لیں تو انہیں وہ سزا دی جائے جو تہمت لگانے والے کو دی جاتی ہے، اس لیے انسان جب شراب کے نشہ میں ہوتا ہے تو وہ اوّل فول بکتا ہے اور جب اول فول بکتا ہے تو لوگوں پر تہمت بھی لگاتا ہے۔ تہمت کی سزا قرآن کریم میں اسی کوڑے مقرر ہے، لہذا شراب نوشی کرنے والے کو اسی کوڑوں کی سزا دی جائے۔ حضرت علیؓ کے اس استدلال کو تمام صحابہ نے قبول کیا۔ بعد میں بھی کسی صحابی نے اس رائے سے اختلاف نہیں کیا۔ محدثین اور فقہاء نے ان روایت کی بنیاد پر یہ قول اختیار کیا ہے کہ شراب نوشی کرنے والے کے لیے اسی کوڑوں کی سزا پر صحابہ کرام کا اجماع ہے۔

اس گفتگو اور بحث کی روشنی میں مندرجہ ذیل فیصلوں پر بآسانی پہنچا جا سکتا ہے۔

۱۔ حد کی تعریف: وہ مقررہ سزا جو بطور حق اللہ نافذ کی جائے۔

۲۔ شراب نوشی گناہ کبیرہ ہے اور قانوناً جرم ہے۔ (ام الخبائث ہے)

۳۔ شراب نوشی کی سزا اسی کوڑے ہوگی اگر ضرب لگانے والا کوڑا ڈبل نہ ہو۔

۴۔ ڈبل ہونے کی صورت میں یہ سزا نصف ہو جائے گی۔

محمد یوسف فاروقی

(محمد یوسف فاروقی)

ڈائریکٹر شریعہ اکیڈمی